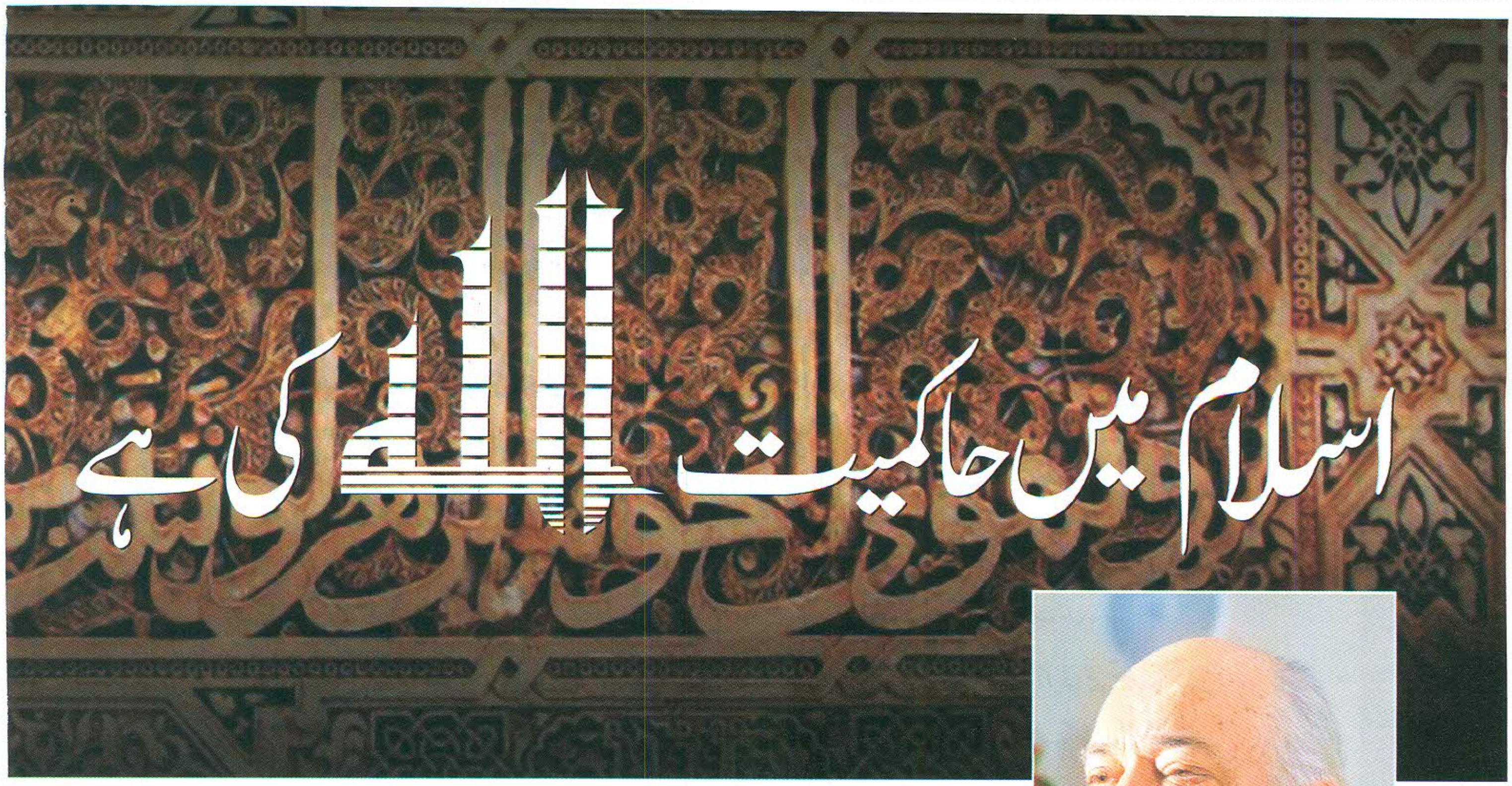

اسلام میں حاکمیت اللہ کی ہے

فتح اللہ گلن

سے ایک انٹرویو

جناب فتح اللہ گلن معاصر ترکی کے ایک مشہور سکالر ہیں۔ حال ہی میں امریکہ کے ایک اہم ہفت روزہ نے انہیں عالم اسلام کی سب سے بااثر شخصیات میں شمار کیا ہے۔ وہ بدیع الزماں سعید نورسی کے جانشین خیال کئے جاتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق فرد اور ریاست کے درمیان کیا تعلق ہے؟ ریاست میں ایک فرد کا مقام اور فرائض منصبی کیا ہیں؟

☆ چند دیگر مذاہب یا ملتے جلتے نظاموں کے برعکس اسلام اپنے آپ کو صرف مابعد الطبیعاتی پہلوؤں تک ہی محدود نہیں رکھتا مثلاً فرد کی روحانی بالیدگی، مذہبی رسومات، عبادت، ریاضتاورمراقبہبلکہ ان کے ساتھ ساتھ اسلام ایسے قواعد بناتا ہے جو انسان کی انفرادی، سماجی، سیاسی، معاشی، اخلاقی اور قانونی زندگی کو منظّم کرتے ہیں اور اسلام ان قواعد کی پیروی کے نتیجے میں لاقانونیت سے حفاظت اور دائمی اجر کی وعید سناتا ہے۔ خدائی مذہب کو صرف عقائد اور انفرادی مذہبی رسومات تک محدود کرنے کا مطلب اس کو محدود کرنے اور خدا کی مرضی اور منشاء کے خلاف اس کی شکل مرتب کرنے کے مترادف ہے۔

دین اسلام کے مطابق پیغمبر ﷺ کو اس دنیا کی زندگی اور آخرت کے لئے اصول فراہم کرنے کیلئے اس وعدے کے ساتھ کہ اسلام کے پیروکاروں کو دائمی مسرت حاصل ہوگی، معبوث کیا گیا ہے۔ پیغمبر ﷺ کے پیغام کے مطابق یہ دنیا اور آخرت ایک دوسرے کو مکمل کرتے ہیں۔ نجی اور سماجی ذمہ داریاں باہم مربوط ہیں۔ نماز، دعا اور یاد خدا، دل اور روح کی خوشی، سماجی اور حکومتی معاملات ایک ہی عمارت کے مختلف گوشے ہیں۔ ہر مسلمان کو اپنے حقوق سے آگاہ اور دوسروں کے حقوق اور آزادی کا احترام کرنا چاہیے۔ مزید برآں، مسلمان جتنا اپنے حقوق کا دفاع کرتے ہیں اتنا ہی وہ دوسروں کے حقوق کا دفاع کرنے کے متمنی ہوتے ہیں۔

اسلام میں ''ریاست'' کا کیا تصور ہے؟ قرآن پاک میں ''ریاست'' کا ذکر کس طرح ہے؟ موجودہ دور کے بہت سے مسلمانوں نے شریعہ کے اصولوں پر منحصر اسلامی ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا ہے؟ اس بارے میں آپ کے کیا تصورات ہیں؟

☆ اسلام میں حکمرانی اور حاکمیت اللہ کو حاصل ہیں۔ قرآن میں اس نکتے پر کئی آیات میں زور دیا گیا ہے اور قرار دیتا ہے کہ حکمرانی اور حاکمیت اللہ کی ملکیت ہیں۔ **''کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کردیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی اختیار سمجھیں'' (قرآن ۳۶:۳۳)** اس آیت کے ذریعے قرآن قرار دیتا ہے کہ حکمرانی مقدس روحانی پیشواؤں کی ملکیت نہیں، جس طرح ملائیت میں ہوتا ہے، نہ ہی ان کی نگرانی میں چلنے والے کسی مذہبی ادارے وغیرہ کو جس کو کسی اور طریقے سے منظّم کیا گیا ہو، یہ حق حاصل ہے۔ اسلام کہتا ہے ''خدا کی نظر میں تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو''۔ لہذا اسلام خاندان، گروہ، نسل، رنگ، دولت یا طاقت کی بنا پر کسی

کو کوئی اختیار نہیں دیتا۔ اس کی بجائے اسلام نے راست بازی، اہلیت، ایمانداری اور عدل کو اصول مقرر کیا۔ اسلام میں جو کہ قرآن اور رسولؐ کے فرامین پر منحصر ہے اس میں نہ ہی مطلق بادشاہت ہے نہ ہی کلاسیکی جمہوریت جیسا کہ مغرب میں ہے، نہ ہی آمریت اور نہ ہی مطلق العنانیت ہے۔ اسلام میں حکمرانی کا مطلب رعایا اور حکمران کے درمیان باہمی معاہدہ ہے اور اس کا جواز قانون کی حکمرانی اور قانون کی برتری میں مضمر ہے۔ چنانچہ قانون حکمران اور رعایا سے بالاتر ہے۔ یہ خدا کی ملکیت ہے۔ اسے نہ ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس سے تجاوز کیا جا سکتا ہے۔ قانون کو خالق کے حکم کے مطابق نافذ کرنا ہوتا ہے اور اس طریقے سے نافذ کرنا ہوتا ہے جس طرح پیغمبرؐ نے بیان کیا اور نافذ کیا۔ اسلام کے مطابق ایک ایسی انتظامیہ جس کی بنیاد ظلم ہو ناجائز ہے۔ اسلام کسی قسم کی آمریت کی حمایت نہیں کرتا۔ اسلامی انتظامیہ میں وہ جو اونچے عہدوں پر ہوں انہیں بھی قانون کی اسی طرح پابندی کرنا ہوتی ہے جس طرح عام لوگوں کو۔

اسلام میں مقننہ اور انتظامیہ کے اداروں کو ہمیشہ قوانین بنانے کی اجازت دی جاتی رہی ہے۔ یہ قوانین معاشرے کی ضروریات اور فلاح کی بنیاد اور قانون کے عام معیاروں کے ڈھانچے کے اندر ہوتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں داخلی معاملات اور دوسری اقوام کے ساتھ تعلقات بشمول معاشی، سیاسی اور ثقافتی تعلقات کے ضمن میں مسلمانوں نے ہمیشہ قوانین بنائے ہیں۔ معاشرے کے افراد کے لئے ان قوانین کی پابندی کرنا لازم ہوتا ہے کہ جنہیں ''اعلیٰ اصولوں'' کے طور پر اور انسانوں کے بنائے گئے اصولوں کے طور پر شناخت کیا جا سکتا ہے۔

جمہوری معاشرے میں قانون کا ماخذ رنگ اور نسلی جانبداری سے آزاد ہوتا ہے۔ یہ انسانی حقوق کی بہتری، سیاسی شرکت، اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اور فیصلہ سازی کے اداروں میں افراد اور معاشرے کی شرکت کے لئے ماحول کی افزائش کرتا ہے۔ ہر ایک کو اظہار رائے کی آزادی اس شرط کے ساتھ دینی چاہئے کہ دوسروں پر کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کو اپنے اعتقادات کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی ہو۔ اگر اس قسم کی قانون سازی بین الاقوامی اصولوں اور معاہدات کے اندر رہ کر کی جائے تو اسلام کو اس پر اعتراض نہ ہوگا۔ کوئی بھی ان آفاقی اقدار کو نظرانداز نہیں کر سکتا جو قرآن اور سنت نے مذکورہ بالا حقوق کے حوالے سے پیش کی ہیں۔ لہٰذا، کسی بھی طرح یہ ثابت کرنا ناممکن ہے کہ اسلام جمہوریت کی مخالفت کرتا ہے۔ اگر کوئی ریاست مذکورہ بالا ڈھانچے کے اندر رہتے ہوئے اپنے شہریوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کا موقع دیتی ہے اور ان کی فکر، علم اور مشق میں ان کی حمایت کرتی ہے تو ایسے نظام کو قرآن پاک کی تعلیمات کے برخلاف نہیں سمجھا جانا چاہئے۔ ایسی ریاست کی موجودگی میں کسی متبادل ریاست کی کوئی ضرورت نہیں۔

کیا اسلام کو جمہوریت کے موافق بنانا ممکن ہے؟ بہت سے مسلم ممالک میں جمہوریت کی کمی کے بارے میں آپ کا تصور کیا ہے؟

☆ اسلامی دنیا میں اور خاص طور پر میرے ملک ترکی میں مجھے ان لوگوں کو دیکھ کر دکھ ہوتا ہے جو اسلام اور جمہوریت کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسلام اور جمہوریت میں سمجھوتہ ممکن نہیں۔ باہمی عدم توافق کا یہ تصور جمہوریت کے حامی چند افراد کے ذہنوں میں بھی موجود ہے۔ اس کے حق میں جو دلیل لائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام خدا کے قانون پر منحصر ہے۔ جبکہ جمہوریت انسانوں کے تصور پر مبنی ہے۔ لہٰذا یہ ایک دوسرے کے الٹ ہیں۔ تاہم میرے خیال میں اسلام اور جمہوریت کے درمیان تعلق کا تصور بھی سطحی موازنے کا نشانہ بنا ہے۔ ''حاکمیت مکمل اور قطعی طور پر قوم کی ملکیت ہے'' اس فقرے کا مطلب یہ نہیں کہ حاکمیت اللہ تعالیٰ سے لے لی گئی اور انسانوں کو دے دی گئی۔ بلکہ اس کا مطلب ہے کہ حاکمیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو تفویض کی

گئی ہے، یعنی کہ یہ انفرادی ظالموں اور آمروں سے لے لی گئی ہے اور قوم کے افراد کو دی گئی ہے۔ کائنات کے بارے میں علم کو سامنے رکھ کر بات کی جائے تو کوئی شک نہیں کی اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر حاکمیت حاصل ہے۔ ہمارے افکار اور ارادے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں۔ تاہم، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہماری

اپنی کوئی منشا، رجحان یا مرضی نہیں ہے۔ انسان اپنی ذاتی زندگی کے فیصلے کرنے میں آزاد ہیں۔ وہ اپنے سماجی اور سیاسی امور کے متعلق فیصلے کرنے میں بھی آزاد ہیں۔ قانون سازی کے ادارہ اور انتظامیہ کے ارکان کا انتخاب کرنے کے لئے مختلف قسم کے انتخابی طریقے ہو سکتے ہیں۔ انتخابات کا کوئی ایک طریقہ نہیں۔ یہ بات پیغمبر ﷺ اور خلفا راشدین کے دور سے واضح ہے۔

مزید برآں، جمہوریت کوئی نا قابل تغیّر طرز حکمرانی نہیں ہے۔ اگر جمہوریت کی پیشرفت کی تاریخ پر غور کیا جائے تو ہمیں اس ضمن میں غلطیاں ملیں گی جن کے بعد تبدیلیاں اور تصحیح عمل میں لائی گئیں۔ بعض لوگوں نے تو تین اقسام کی جمہوریت کی بات کی ہے۔ جمہوریت کے ارتقاء میں ہونے والی ان تبدیلیوں کے باعث اسلامی ممالک میں اس نظام کے بارے میں ہچکچاہٹ کا اظہار کیا گیا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے مسلمان دنیا نے جمہوریت کے بارے میں جوش و خروش کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس جوش و خروش میں کمی کے علاوہ اسلامی دنیا میں مطلق العنان حکمرانوں کا تشدد، جو جمہوریت کو آمریت کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں، مسلم اقوام میں جمہوریت کے لئے ایک اور رکاوٹ ہے۔

ایک ایسے وقت میں جب سیاسی اسلام بہت مقبول ہو چکا ہے، آپ کے اسلام اور سیاست کے درمیان تعلق کے متعلق کیا تصورات ہیں؟

☆ چند لوگوں کا کہنا ہے کہ دین اسلام کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں اور چند دوسروں نے مذہب کو اس کے گوناں گوں اور فراواں پہلوؤں کو نظر انداز کرتے ہوئے فی نفسہٖ سیاست سمجھ لیا۔ قرآن پاک میں انتظام اور سیاست کے بارے میں آیات موجود ہیں۔ پیغمبرؐ کے معمولات بھی اس ضمن میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر قرآنی اصلاحات ''اولوالامر'' (وہ جو حکمرانی کرتے ہیں)، ''اطاعت'' (حکمرانوں کی اطاعت)، ''شوریٰ'' (مشورہ)، ''حرب'' (جنگ) اور ''صلح'' (امن) یہ تمام سیاسی اور قانونی فیصلوں کے ضمن میں قرآنی حوالہ جات موجود ہیں۔ علاوہ ازیں قانونی اداروں اور سیاست اور حکمرانی کی طرف بھی چند آیات میں اشارہ ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اسلامی دنیا میں پیغمبرؐ کے دور سے بہت سی اقسام کی ریاستیں موجود رہی ہیں۔ ایسی صورت حال اس وقت بھی وجود رکھتی ہے اگر ہم اسلام کے ابتدائی دور میں ہونے والے انتخابات اور ان کی خصوصیات کی بات نہ بھی کریں۔ اگر چہ ہو سکتا ہے طرز حکمرانی کی ان اقسام میں طریقہ کار میں پائے جانے والے بڑے فرق نظر نہ آئیں پھر بھی تصریحات میں بہت سے فرق پائے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو حکمرانی کے مختلف طریقوں کے اصولوں کے بارے میں آگاہ نہیں ہیں انہوں نے ان سب طریقوں میں سے ہر ایک کو علیحدہ نظام سمجھا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ اختلافات مذہب کے ان پہلوؤں کی وجہ سے تھے جو تعبیر طلب ہیں اور اجتہاد سے متعلق ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ سے انسانی تعلق کے متعلق آیات کے علاوہ بہت سی آیات ایسی بھی ہیں جو انسانوں کے آپس میں تعلق کے بارے میں ہیں وہ آیات جو ہمیں خدا سے متعلق ہمارے فرائض اور ذمہ داریوں کو یاد دلاتی ہیں وہ پیغمبرؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کے فہم کی بنیاد پر محفوظ ہیں۔ دوسری نوعیت سے تعلق رکھنے والی آیات انسانوں کی سماجی، معاشی، سیاسی اور ثقافتی زندگی کا احاطہ کرتی ہیں۔ عین اسی وقت یہ آیات کسی حکمت، بھلائی اور فوائد کی طرف بہت سی آیات کے آخر میں، ان کے مختصر اختتامی بیانات کے ذریعے اشارہ کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر انصاف، حقوق کی حفاظت، سچائی، مہربانی اور، مشورہ سے کام کرنے، پاکباز زندگی گزارنے اور کسی کو دھوکہ نہ دینے کے بارے میں آیات کو اس نوعیت کی آیات سمجھا جاتا ہے۔

یہ دعویٰ کہ سیاست مذہب کا ایک اہم اصول ہے اور اچھی طرح استوار ستونوں میں سے ہے، اسلام کی ایک صحیح تفہیم پر مبنی نہیں ہے۔ جبکہ چند آیات سیاست سے متعلق، ریاست کی ساخت اور حکمرانی کی قسموں سے متعلق ہیں، وہ لوگ جنہوں نے قرآنی پیغام کے میں پائے جانے والے اشارے کو ایسے معاملات سے مربوط کیا ہے انہوں نے غلط فہمی کی بنیاد پر ایسا کیا ہے۔ یہ غلط فہمی ان کے اسلامی جوش، تاریخی تجربات پر غور کرنے کی حدود اور ان کی اس سوچ کی وجہ سے ہے کہ اسلامی معاشروں کے مسائل سیاست اور حکمرانی کے ذریعے آسانی سے حل کئے جا سکتے ہیں۔ قرآن پاک اس دنیا کے مسافروں کے لئے ایک عظیم راہنما ہے جو آخرت کی طرف محو سفر ہیں۔ یہ دانائی کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ ایسی کتاب کو سیاسی مباحثے کی سطح پر نہیں لانا چاہئے نہ ہی اسے کوئی ایسی کتاب سمجھنا چاہئے جو سیاسی نظریات یا ریاست کی اقسام کے بارے میں ہے۔ قرآن پاک کو سیاسی بحث کا ذریعہ سمجھنا اس مقدس کتاب کی بے ادبی ہے اور یہ سوچ ایک رکاوٹ ہے جو خدائی فیضان کے اس شاندار ذریعے سے لوگوں کو فائدہ اٹھانے سے دور رکھتی ہے۔